سبز عمامہ
کا جواز
تصنیف
ملک التحریر مناظر اسلام
حضرت علامہ مفتی حافظ
محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب
مدظلہ العالی (بہاولپور)
باہتمام
جناب علامہ عطاء الرسول اویسی صاحب
ناشر: قطب مدینہ پبلشرز
کھارادر کراچی فون : ۲۳۱۱۹۶۰۱ ـ ۰۳۲۰

فہرست و مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1-	پیش لفظ	2	18-	اسلامی قوائد وضوابط	25
2-	اللہ تعالیٰ دعوت اسلامی کا بھلا کرے	3	19-	حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ	26
3-	اجمالی جواب	5	20-	سنت صحابہ رضی اللہ عنہم	27
4-	فائدہ!	6	21-	فائدہ!	28
5-	قرآن وحدیث مبارکہ!	7	22-	محدث دہلوی علیہ الرحمہ	29
6-	لباس	10	23-	امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ!	30
7-	باب دوم	13	24-	انتباہ!	31
8-	خاص عمامے	14	25-	سوال وجواب	32
9-	ملائکہ عمامے!	14			
10-	باب سوم	17			
11-	لباس جبرائیل علیہ السلام	18			
12-	بدر وحنین میں ملائکہ	18			
13-	صحابہ کرام رضی اللہ عنہما	19			
14-	ثابت ہوا	20			
15-	ٹیڈی مجتہدین	21			
16-	جملہ کا عمل مصدقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	23			
17-	خلفائے راشدین کی سنت	24			

نام کتاب ——— سبز عمامے کا جواز
مصنف و محقق ——— علامہ مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالیٰ
اشاعت اول ——— ۸ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء
کمپوزر ——— سید نصرت علی
ناشر ——— قطب مدینہ پبلشرز۔ کراچی
قیمت ——— روپے

ملنے کا پتہ

۱۔ ضیاء الدین پبلشرز، شہید مسجد، کھارادر کراچی
۲۔ مکتبۂ رضویہ گاڑی احاطہ آرام باغ کراچی۔
۳۔ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی نمبر ا کراچی۔
۴۔ مکتبہ البصری چھوٹی گٹی حیدر آباد، کراچی۔
۵۔ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، ہوم اسٹیڈیم حیدر آباد، سندھ۔
۶۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور۔
۷۔ قادری کتب خانہ ۹۰ سیٹھی پلازہ چوک علامہ اقبال سیالکوٹ۔
۸۔ مکتبہ ضیائیہ بوہر بازار، راولپنڈی۔
۹۔ مکتبہ کنزالایمان قوت الاسلام لیاقت آباد، کراچی۔

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

سبز عمامہ ہو یا سفید، نفس سنت پر عمل اور اس کا اجر و ثواب (من حیث السنۃ) برابر ملے گا۔ اگرچہ افضل و اعلیٰ عمامہ سفید ہی ہے۔
یہ ایک علیحدہ حیثیت ہے جسے نفس سنت عمامہ سے تعلق نہیں افضلیت عمامہ سے تعلق ہے۔ افضلیت کا معاملہ ہے اسے بدعت و حرام اور مکروہ کہنا دین میں فتنہ انگیزی ہے

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذی اصطفی وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذوالعرش محمود و ھذا محمد واعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین اجمعین

امابعد!

سنت عمامہ کو دور حاضرہ میں عمل میں لانا سو شہیدوں کا ثواب نصیب ہوگا

اللہ تعالی بھلا کرے دعوت اسلامی کا اس نے ہمت کر کے اس سنت مبارکہ کا احیاء کیا کہ بوڑھوں جوانوں بلکہ بچوں تک عمامہ سر پر سجانے کا رنگ بھر دیا ورنہ انگریز خبیث نے تو مسلمانوں کو عمامہ تو درکنار سرے سے سر ننگا رکھنے کو اپنی اعلی تہذیب بنالی اور عمامہ کے سر ڈھانپنے کی تحقیر بلکہ اس کی تذلیل میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

اس پر افسوس ان علماء اور پیروں کا ہے جنہوں نے عملی طور عمامہ کی بجائے مختلف طریقوں کی ٹوپیوں اور کیپوں کو اپنی عزت سمجھی بلکہ بہت سے ظالم وہ بھی ہیں جو عمامہ سجانے کو اپنی معاش و معاشرہ کیلئے اپنے حلقہ احباب میں برائی محسوس کرتے ہیں۔

دعوت اسلامی کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھ کر بعض خود کو علماء کہلوانے والے عمامہ کی حیثیت کو گھٹاتے ہوئے اس کے سبز رنگ کے پیچھے پڑ گئے اور اسے بدعت کے کھاتے میں ڈال کر عوام میں نفرت اور حقارت پر اکسایا حالانکہ صرف رنگ بدلنے سے عمامہ کی اصل سنت میں فرق نہیں آتا۔ ہم ایسے بھلے مانسوں کو کیا کہیں بہر حال عمامہ عمل میں لاؤ سبز رنگ ضروری نہیں سفید رنگ پر سب کا اتفاق ہے تو سفید رنگ کے عمامے سے سر کو سجاؤ سبز رنگ و سفید کو سامنے رکھ کر عمامہ کی سنیت میں رخنہ نہ ڈالو نفس سنت کو تو

نہ چھوڑو مثلا سنت ہے مسواک کرنا خواہ کسی لکڑی کا ہے اگرچہ افضل وہی لکڑی ہے جسے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے استعمال فرمایا۔ یونہی عمامہ سنت ہے خواہ کسی رنگ کا ہو اگرچہ افضل سفید رنگ ہے۔

سبز رنگ سے عداوت و بغض سامنے رکھ کر سرے سے عمامہ کی سنت نہ مٹاؤ

بعض بد دماغوں نے مجھے مندرجہ ذیل عبارات لکھ کر ان کا جواب مانگا فقیر عدیم الفرصتی کے باوجود ان کے نہ صرف جوابات بلکہ مستقل رسالہ جس کا نام **"سبز عمامہ کا جواز"** رکھا۔

اس سے قبل فقیر نے "فضائل عمامہ" رسالہ لکھا جو بارہا شائع ہوا ہے عمامہ کے فضائل کے بعد اس رسالہ کا مطالعہ فرمایئے۔ اللہ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ہم سب کو اتباع سنت نصیب فرمائے (آمین)۔

سبز عمامہ بدعت ہے اس پر مندرجہ ذیل حوالے حاضر ہیں

امام محمد بن جعفر لکھتے ہیں۔ ان ھذہ عمامتہ الخضراء لیسا لھا اصل فی الشرع ولا فی السنتہ والا کانت فی الزمن القدیم ونام حدثت السنتہ ثلاث وسبعین و سبعمائتہ بامر الاشرف بن شعبان۔

ترجمہ! بے شک اس سبز پگڑی کی کوئی اصل نہیں نہ شریعت میں اور نہ ہی سنت میں اور نہ ہی زمانہ قدیم میں تھی یہ سبز پگڑی کی علامت ۳۷۷ ہجری میں بادشاہ اشرف بن شعبان کے حکم سے نکالی گئی۔ (الدعایۃ صفحہ 95)

اسی طرح علامہ ابن حجر مکی الفتاوی الحدیث صفحہ 168 میں اور علامہ سیوطی نے الحاوی الفتاوی صفحہ ۳۳ جلد ا میں بھی سبز پگڑی کو بدعت کہا ہے۔ اور ملا علی قاری

اپنی مشہور کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھتے ہیں جس نے تکبر اور فخر اور جابرانہ انداز کا لباس پہنایا اپنے آپ کو زہد اور نیکی سے مشہور کرنے کیلئے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا یا اپنی بزرگی کی نمائش کیلئے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت ٹھہرا لیا تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا یعنی اس کو ذلیل کرے گا۔

مرقاۃ صفحہ نمبر ۱۳۰ جلد ا مزید تمام علماء کرام نے لکھا ہے کہ محرم کے مہینے میں سیاہ کپڑے پہننا ناجائز ہے کیونکہ اس میں شیعوں کے ساتھ مشابہت آتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو آدمی کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا **(الحدیث)** اس وقت دین دار انجمن کے نام سے ایک جماعت کام کرتی ہے جو کہ **قادیانیت اور** دوسرے گمراہ فرقوں کا مجموعہ ہے۔ اس کا ہر ممبر سبز رنگ کا عمامہ باندھتا ہے لہذا ہر ایک سنی مسلمان کو ان کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "السفینتہ القادریہ" میں سبز پگڑی کو بدعت لکھا ہے صفحہ نمبر ۳۹۔

اصل سنت رسول ﷺ یہ ہے کہ سفید پگڑی باندھی جائے کیونکہ حضور ﷺ نے سفید پر دوام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کی میٹھی میٹھی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اور بدعت و گمراہی سے بچائے۔

اجمالی جواب!

دھوکہ کے طور جس طرح یہ عبارات نقل کی گئی ہیں تفصیلی جواب تو فقیر آگے چل کر عرض کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اجمالی جواب یہ ہے کہ یہ کراہت یا ممانعت ایک خاص وجہ سے تھی اب وہ وجہ نہیں ہے اصول فقہ کا مسلم قاعدہ ہے ارتفاع العلت

سے حکم یرتفع ہو جاتا ہے۔ مثلاً معتزلہ فرقے کا جب زور تھا تو فقہا اہل سنت نے حق فلاں کہنا لکھنا مکروہ فرمادیا اس لئے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ عمل کی جزا و سزا بندے کیلئے اللہ تعالیٰ پر فرض اور ضروری ہے (معاذ اللہ)۔ حق کہنے سے ان کے عقیدے کو تقویت پہنچتی تھی تو فقہا نے اعلی الاطلاق کراہت کا فتویٰ صادر فرمایا لیکن معتزلہ مر مٹے پھر جواز کا فتویٰ جاری ہوا جو تاحال قائم ہے۔ ہمارے اسلاف کی عبارات میں تصریحات ہیں حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔

خدایا بحق بنی فاطمه   که برقول ایمان کنم خاتمه

یہاں تک اب اگر دیوبندی وہابی بھی استعمال کرتے رہتے۔ اس قاعدے کی فقہ میں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

فائدہ!

ثابت ہوا کہ اگر کسی زمانے میں سبز عمامے کو مکروہ یا بدعت کہا گیا تو اس کی ایک وجہ تھی جسے تفصیل سے فقیر عرض کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب اول

قرآن واحادیث مبارکہ!

دور حاضر میں جن صاحبان نے سبز عمامہ کو بدعت حرام اور مکروہ کہا ہے۔ انہوں نے شریعت مطہرہ پر افتراء اور خود کو مستحق سزا بنایا ہے اس لئے کہ اس کا استعمال بہشت میں بہشتیوں کو نصیب ہوگا اور دنیا میں خود سرور عالم ﷺ سے اس کا استعمال ثابت ہے اور جو عمل حضور سرور عالم ﷺ سے ثابت ہو اس کے بدعت وحرام ومکروہ کہنا ظلم عظیم ہے۔

بہشتیوں کا سبز لباس!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں " ویلبسون ثیابا خضرامن سندوس واستبرق "(سورہ کہف آیت نمبر ۳۱) ترجمہ !"اور سبز کپڑے کریب اور قناویز کے پہنیں گے (تفاسیر)

1...... علامہ قرطبی علیہ الرحمہ اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔" وخص الاخضر بالذکر الا نه الموافق للبصر"(تفسیر قرطبی صفحہ ۳۹ جلد ۱۰) سبز رنگ کا خاص کر اس لئے ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ بینائی کے زیادہ موافق ہے۔

2...... علامہ قرطبی علیہ الرحمہ کے اس قول کی تائید میں ہم شیخ عبدالحق محدث

دہلوی علیہ رحمہ کا قول بھی پیش کیے دیتے ہیں تاکہ انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ آپ فرماتے ہیں "النظر الی الخضرة یزید فی البصر" (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب صفحہ ۳) ترجمہ! " سبز رنگ کی طرف نظر کرنا بینائی کو زیادہ کرتا ہے"

3...... امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ مذکورہ آیت کریمہ میں یلبسون ثیابا الفاظ کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں (جامہائی سبز) یعنی سبز کپڑے اور ان کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

و ذالك لا ان الخصرة احسن الالوان واكثرها طراوة واحبها الى الله تعالى (روح البیان صفحہ ۲۴۳ جلد ۵) اہل جنت کے کپڑوں کا رنگ اس لئے سبز ہوگا کہ سبز رنگوں میں زیادہ حسین ترو تازگی میں بکثرت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ ہے۔

4...... ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ " وھی من ثیاب اھل الجنته "یعنی سبز رنگ جنتیوں کے کپڑوں کے رنگ سے ہے (مرقاۃ صفحہ ۴۱۵ جلد ۴)

5...... دور حاضرہ کے سنی مفسر حضرت مفتی احمد یار خان اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں "اس سے معلوم ہوا کہ رب کو سبز رنگ بہت پسند ہے اسی لئے جنت کی زمین شہداء کی روحوں کا رنگ سبز حضور ﷺ کے روضہ کا رنگ سبز (تفسیر نورالعرفان)

آیت نمبر 2

علیھم ثیاب سندس خضرو استبرق (پ۲۹ الدھر آیت ۲۱)

ترجمہ " ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قناویز کے "۔

تفاسیر 1 ابن کثیر

اس نے اپنی تفسیر میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے "ای لباس اھل الجنته" یعنی اہل جنت کا لباس کریب کے سبز رنگ کے کپڑے کا ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۵۷ جلد ۴)

2 سید امیر علی

اس نے ابن کثیر کے ترجمہ مع اضافات میں لکھا یعنی اہل جنت کا لباس سبز سندس اور استبرق ہوگا پھر لکھتے ہیں اور حاصل یہ کہ سبز کپڑے ہوں گے جو (سندس) اور استبرق کے ہوں گے (تفسیر مواہب الرحمٰن صفحہ ۴۳۵ جلد ۹)

3 ابن کثیر

اس نے اپنی تفسیر میں مزید لکھا ہے کہ سندس ریشمیں بڑھیا ہوتا ہے اور یہ لباس ان کے بدن سے متصل ہوگا جیسے قمیص وغیرہ ہوتی ہے (ابن کثیر صفحہ ۴۵۷ جلد ۴) قرآن مجید کے مذکورہ الفاظ اور ان کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کا لباس سبز ہوگا اور یہ رنگ رنگوں میں سے حسین وبارگاہ خداوندی جل وعلا میں محبوب تر ہے اور ان مقامات میں اہل جنت کے لباس کے سبز رنگ میں ہونے سے کسی دوسرے رنگ کی نفی لازم نہیں آتی۔

آیت نمبر 3

یبنی آدم خذو زینتکم عند کل مسجد (پ ۸ الاعراف ۳۱) ترجمہ "اے اولاد آدم لو اپنی زینت ہر نماز کے وقت" امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں اس امر پر دلیل ہے کہ حالت نماز میں اچھا لباس پہننا مستحب ہے۔ (روح البیان صفحہ ۱۵۴ جلد ۳)۔

لباس

بعض لوگوں کا وہم ہے کہ لباس صرف شلوار تہہ بند اور قمیص کا نام ہے حالانکہ لباس میں عمامہ بھی داخل ہے چنانچہ امام احمد رضا خان بریلوی حضور ﷺ کے پیراہن اقدس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ردا تہہ بند عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی۔ پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے پہننے کی روایت نہیں (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۴۳ جلد ۳)۔

فائدہ!

مذکورہ آیت کریمہ میں زینت سے مراد لباس بھی ہے اور لباس میں عمامہ بھی داخل ہے اور لباس ہر اس رنگ کا جائز ہے جس سے شریعت مطہرہ نے منع نہیں فرمایا اور سبز رنگ سے ممانعت پر چونکہ کوئی دلیل شرعی نہیں لہذا اس رنگ کا عمامہ استعمال کرنے میں کوئی قباحت نہیں نیز ایسے رنگ کا عمامہ وغیرہ بھی مذکورہ زینت میں داخل ہے۔ جب عمامہ لباس میں داخل ہے اور وہ زینت بھی ہے تو پھر علماکرام ومشائخ عظام کو کیا ہوگیا کہ وہ بھی عمامہ سجانے سے محروم ہیں جب کہ عمامہ سجانے سے زینت کے علاوہ ثواب بھی حاصل ہوگا۔ سفید رنگ کے علاوہ سبز و پیلا وغیرہ رنگ کا عمامہ استعمال کرنا امت محمدیہ ﷺ میں اسلاف واکابر کا معمول رہا ہے اگر ان رنگوں کے عمامے باندھنے سے سنت پر عمل نہ ہوتا تو اکابر علماء ومشائخ ایسے رنگوں کے عمامے کیوں استعمال فرماتے۔ سفید رنگ کے ہی عمامہ کو سنت قرار دینے کے بارے کسی بزرگ کا قول نفس عمامہ کے سنت ہونے پر اثر انداز نہیں ہوسکے گا نیز عمامہ کے بارے کتب میں مذکور احادیث میں مطلق عمامہ باندھنے اور اس کے فضائل وثواب کا ذکر ہے

کسی رنگ کی قید سے مقید نہیں کیا گیا کہ فلاں رنگ کا عمامہ باندھیں اور فلاں رنگ کا نہ
باندھیں یا فلاں رنگ کا عمامہ باندھنے سے ہی ثواب ملے گا فلاں رنگ کے عمامہ سے
ثواب حاصل نہیں ہوگا۔ جیسے دور حاضرہ کے ٹیڈی مجتہدین کی تحقیق سے تاثر ہوتا ہے
کہ سبز عمامہ بدعت یا مکروہ و حرام ہے (معاذاللہ)

جب کہ مسئلہ واضح ہے کہ عمامہ سر پر ہو تو سنت مصطفیٰ ﷺ نصیب ہوگی
اور نماز کا وہی ثواب حاصل ہوگا جو عمامہ سر پر سجانے سے ہوتا ہے رنگ کی ایک علیحدہ
بحث ہے جیسے عمامہ سر پر سجانے کی سنت سے تعلق نہیں ہاں افضلیت کا اپنے مقام پر
حق ہے کہ سفید عمامہ افضل ہے۔ دوسرے رنگ بھی درجہ بدرجہ جائز ہیں لیکن یہ ظلم
عظیم ہے کہ صرف سبز عمامہ کو بدعت اور حرام گردانا جائے۔ حالانکہ حضرت سلطان
ملا علی قاری رحمتہ اللہ الباری نے فرمایا کہ "وقد ورد انه کان احب الالوان الیه
الخضرة علی ماروا ه الطبرانی فی الاوسط وابن السنی وابونعیم فی
الطب" (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۵ جلد ۴) ترجمہ "یعنی رسول کریم ﷺ کو
رنگوں میں زیادہ محبوب رنگ سبز رنگ تھا۔

فائدہ!

جب رسول اللہ ﷺ کو سبز رنگ مرغوب و محبوب ہے تو پھر امتی کو ضد
کیوں ثابت ہوا کہ سبز عمامہ جائز و مستحب ہے۔ کیونکہ اصل مقصود عمامہ باندھنا ہے وہ
خواہ سفید رنگ میں ہو یا سبز و پیلے رنگ کا۔ معترضین کا اسے بدعت و ناجائز کہنا غلط اور
خلاف تحقیق ہے اور بالخصوص محترم مضمون نگار کے خود اس کو اپنے مضمون میں جائز
لکھ دینے کے بعد اسے ناجائز یا بدعت قرار دینے کیلئے کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی اور پھر

چونکہ عمامہ لباس میں داخل ہے اور سبز رنگ کے لباس کو رسول کریم ﷺ کا پسند
فرمانا دلائل کثیرہ سے ثابت ہے اور ایسی چیز جس کو رسول اللہ ﷺ پسند فرمائیں اسے
بدعت و ناجائز کہنا بجائے خود جرم اور بدعت و ناجائز ہے۔ بلکہ ظلم عظیم ہے اس لئے کہ
بدعت سیئہ ہے اور فعل رسول ﷺ کو بدعت کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے جب کہ وہ فقہا
کا قول بھی مانتے ہیں۔

یجوز لبس الثوب الابیض والاحمر والافسرو الاخضر والمخطط
وغیرہ من الوان الثیاب لاخلاف فی ھذا ولا کراھته فی شئی منه

"سفید، سرخ، پیلا، سبز اور دھاری دار وغیرہ رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے
اس میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ اس سے کسی میں کراہت

باب دوم

احادیث مبارکہ !

1...... ترمذی وابوداؤد شریف میں حضرت ابورمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

اتیت النبی ﷺ ثوبان اخضران (مشکوۃ شریف مطبع نظامی کتاب اللباس صفحہ ۳۲۰)

ترجمہ ! ''میں حضور علیہ الصلوۃ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا (اس وقت) حضور پر دو سبز رنگ کے کپڑے تھے''۔

فائدہ نمبر 1

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدیث دہلوی رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ

'' وقد لبس رسول ﷺ البرد والاخضرو لبس الاخضر سنتہ''

ترجمہ '' حضور علیہ السلام نے سبز چادر اوڑھی ہے اور سبز رنگ کا لباس سنت ہے''۔ (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب مطبع مجتبائی صفحہ ۳)

فائدہ نمبر2

اس کا یہ فائدہ بھی تحریر فرمایا النظر الی الخضرۃ یزید فی البصر ترجمہ ''سبز رنگ کی طرف نظر کرنا بینائی کو زیادہ کرتا ہے'' (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب صفحہ ۳)

پھر خاص عمامے کے متعلق ارشاد فرمایا!

دستار مبارک آنحضرت ﷺ اکثر سفید بودہ گاہے دستار سیاہ واحیانا سبز

ترجمہ ''حضور ﷺ کی دستار مبارک اکثر سفید اور کبھی سیاہ اور کبھی سبز ہوتی تھی۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب صفحہ ۴)

ملائکہ کے عمامے !

بدر میں ملائکہ کی دستار بھی سبز و سفید دیکھی گئی حضور سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کان سیماالملائکتہ یوم بدر ھوائم بیض ویوم حنین قائم خضر ترجمہ ''یوم بدر ملائکہ کی نشانی سفید عمامے اور حنین کے دن سبز عمامے تھی''۔ (تفسیر خازن شریف مصری سورہ انفال صفحہ ۱۵۴ جلد ۲)

فائدہ !

ملائکہ کرام علیہ السلام کے متعلق مزید تفصیل آئے گی انشاء اللہ اسی بناء پر شاہ عبدالحق محدث رحمتہ اللہ علیہ نے انسے بہترین لباس میں شمار فرمایا فرماتے ہیں۔

''بہترین لباس سفید است وبدستار سیاہ وسبز وپانجامہ'' ترجمہ ''بہترین لباس سفید ہے اور عمامے میں بہترین لباس سفید ہے اور عمامے میں سیاہ وسبز رنگ اورپانجامہ''

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب صفحہ ۷)

بلکہ بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ سبز رنگ ہی حضور کو محبوب ترین تھا چنانچہ مشکواۃ شریف کتاب اللباس کی پہلی حدیث بروایت انس رضی اللہ تعالی عنہ ''کان احب الثیاب الی النبی من اللہ تعالی علیہ وسلم ان یلبسما الحبرۃ'' (مشکوۃ صفحہ ۳۱۸)

ترجمہ ''محبوب ترین لباس حضور پاک علیہ السلام کے نزدیک یہ تھا کہ حبرہ

پہنا جائے۔

حضرت علامہ علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ایک قول یہ بیان فرماتے ہیں "قیل لکونها خضراوهی من شر ورد کان احب الالوان الیه الحضرة" ترجمہ "یہ بھی کہا گیا ہے کہ حبرہ حضور ﷺ کو یوں محبوب تھا کہ سبز رنگ اہل جنت کے لباسوں میں سے ہے اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ رنگوں میں سبز رنگ حضور کو پسندترین تھا" (حاشیہ مشکواۃ صفحہ ۳۱۸)

2...... فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب در مختار میں ہے "ولا باس بسائر الالون" ترجمہ "کسم اور زعفران کے رنگے ہوئے سرخ و زرد رنگ کے علاوہ سارے رنگ (مردوں) کو پہننے میں مضائقہ نہیں"۔

فائدہ! مزید اقوال باب 3 میں آئیں گے انشاء اللہ تعالی۔

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ!

سے مروی ہے "قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم طاف بالبیت مضطبعا ببرد اخضر" ترجمہ "رسول کریم ﷺ نے بیت اللہ شریف کا سبز چادر کے ساتھ اضطباع فرماتے ہوئے طواف کیا۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

علامہ شعرانی رحمہ اللہ!

لباس رسول کریم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وکان ﷺ یلبس لباس البیض والخضرو السود الخ" ترجمہ "رسول کریم علیہ السلام سفید، سبز اور سیاہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ (کشف الغمہ صفحہ ۱۵۵ جلد۱)

تنبیہ! عبارت مذکورہ سے اگرچہ رسول اللہ ﷺ کا سیاہ لباس پہننا ثابت ہو رہا ہے مگر آج کل چونکہ سیاہ لباس روافض کی ایک خاص علامت بن چکا ہے لہذا تشبہ مابالروافض سے بچنے کیلئے ایسا لباس نہیں پہننا چاہئے۔

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالی علیہ!

اپنی صحیح میں "باب ثیاب الخضر" کے تحت حدیث نقل کرتے ہیں" عن عکرمته ان رفاعته طلق امراته فتزوجها عبدالرحمن بن الزبیر القرظی قالت عائشته و علیها خمار واخضر" ترجمہ! "عکرمہ سے روایت ہے کہ رفاعہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو اس سے عبدالرحمن بن زبیر قرظی نے نکاح کر لیا سیدہ عائشہ نے فرمایا اس حال میں کہ آپ پر سبز اوڑھنی تھی"

(بخاری شریف صفحہ ۸۶۶ جلد ۲)

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ!

نقل فرماتے ہیں "وکان له ثوب اخضر یلبسه للو فود اذا قدمو" رسول کریم ﷺ کا ایک سبز کپڑا تھا جس کو وفود کی آمد پر زیب تن فرماتے"۔

(الوفا صفحہ ۵۶۸ جلد ۲)

فائدہ! اکثر ناقلین احادیث مبارکہ اور روایا روایت مصدرنہ اسی طرح بیان فرماتے ہیں جو اوپر مذکور ہوا۔

باب سوم

صحابہ کرام وملائکہ عظام (صلی اللہ تعالی علی نبیناو علیہم السلام وبارک وسلم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو عمل ثابت ہوا سے بدعت یا حرام اور مکروہ کہنا گمراہی ہے اس لئے کہ یا تو ان حضرات نے حضور سرور عالم ﷺ سے سنا اور دیکھا ہوگا اگر انکا اپنا اجتہاد ہو تو بھی بحکم رسول خدا ﷺ "اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیم اھتدیتم" ترجمہ "میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہدایت کے ستارے ہیں اس میں جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے"

الحمد للہ ہم اہل سنت خوش نصیب ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیار اسلام سمجھ کر ان کے اقوال واحوال کی اقتداء کرتے ہیں ہاں کئی صحابی کا قول جمہور کے خلاف اس کا اجتہاد مبنی بر خطاء ہو تو عمل نہیں کریں گے ان کی شخصیت کو داغدار بھی نہیں کریں گے۔

سبز عمامہ کا عمل متعدد روایات اور متعدد صحابہ کرام اور ملائکہ عظام صلی اللہ علی نبینا وعلیہم و بارك وسلم سے ثابت ہے۔ ملائکہ کرام تو ہیں ہی معصوم ان کے افعال کو بدعت یا مکروہ یا حرام کہنا عجیب منطق ہے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

لباس جبرائیل علیہ السلام!

امام شعرانی نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اتانی جبرائیل فی لباس اخضر" ترجمہ "جبرائیل میری بارگاہ میں سبز لباس میں حاضر ہوئے"۔

(کشف الغمہ صفحہ ۱۵۴ جلد ۱)

بدر و حنین میں ملائکہ!

سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام روز بدر پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اور میکائل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل و صورت میں ابلق گھوڑوں پر سوار اترے اس وقت ان کے جسموں پر سفید لباس اور ان کے سروں پر سفید عمامے تھے اور روز حنین سبز عمامے تھے الخ۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روز بدر فرشتوں کی پیشانیوں پر سفید عمامے اور روز حنین سبز عمامے تھے۔ الخ (مدارج النبوت صفحہ ۱۶۰ جلد ۲) ان روایات سے پتہ چلا کہ سبز رنگ کا لباس حضور خواجہء کونین ﷺ کے لباس میں داخل اور ایسا لباس ملائکہ کرام واہل جنت کا لباس ہے اور سبز عمامے باندھنا ملائکہ کی سنت مبارکہ ہے۔ لہذا اس رنگ میں لباس پہننے میں محبوب خدا ﷺ ملائکہ کرام اور اہل جنت کے ساتھ سبز عمامے استعمال کرنے میں ملائکہ کے ساتھ مشابہت و موافقت ہوگی جو کہ محمود و مسعود اور باعث رحمت و برکت اور موجب شرف و عظمت ہے اور ایسی مشابہت کو کسی بد عقیدہ کے عمل و فعل کیساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہوگا کہ ناجائز اور باعث ملامت ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہما

حافظ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں جس سے ان صحابہ کرام کا سبز عمامے استعمال فرمانا ثابت ہوتا ہے "عن سلیمان بن ابی عبداللہ قال ادرکت المهاجرین الاولین یعتمون بعمائم کرابیس سودبیض وحمر و خضر" ترجمہ" سلیمان بن ابی عبداللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے پہلے مہاجر صحابہ کو سوتی' سیاہ' سفید' سرخ اور سبز رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۴۱ جلد ۸)

☆ سوال! روایت مذکورہ ضعیف ہے اور روایات ضعیفہ قابل استدلال نہیں۔

جواب! یہ سوال جہلاء پر متاثر ہے لیکن اہل علم کو معلوم ہے کہ ضعیف حدیث جواز فعل و فضائل وغیرہ میں مقبول و معتبر ہے یہ اعتراض وہابیہ کا مشہور ہے جس پر ہمارے اکابر رحمہ اللہ نے ان کے رد میں دلائل کے انبار لگادئے امام اہل سنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "نہ صرف ضعیف محض بلکہ منکر بھی فضائل اعمال میں مقبول ہے" پھر بیان فرماتے ہیں۔ "یعنی بے شک حفاظ حدیث و علماء دین کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے" پھر وہابی مکتب فکر کی مولوی خرم علی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "ضعاف در فضائل اعمال و فیما کن فیہ باتفاق علماء معمول بھا است" الخ ضعیف احادیث فضائل اعمال میں باتفاق علماء معمول بھا ہے پھر فرماتے ہیں "فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے حدیث ضعیف ثبوت استحباب کیلئے بس (کافی) ہے پھر شیخ الاسلام ابو ذکریا علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔" قال

العلماء من المحدیثن و الفقها و غیرهم یجوزویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعا "محدثین و فقہاو غیر ھم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی ترغیب اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جب کہ موضوع نہ ہو پھر فتح القدیر سے نقل فرماتے ہیں الاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع حدیث ضعیف کہ موضوع نہ ہو فعل کا مستحب ہونا ثابت ہو جاتا ہے پھر لکھتے ہیں کہ' امام ابو طالب مکی قوت القلوب میں فرماتے ہیں" الحدیث اذالم ینافه کتاب او سنته وان لم یشهد اله ان لم یخرج تاویله عن اجماع الامته فانه یوجب القبول والعمل الخ" جب کہ قران عظیم یا کسی حدیث ثابت کے منافی نہ ہو اگرچہ کتاب و سنت میں اس کی کوئی شہادت بھی نہ نکلے تو بشرطیکہ اس کے معنی مخالف اجماع نہ پڑتے ہوں اپنے قبول اور اپنے اوپر عمل کو واجب کرتی ہے (فتاوی رضویہ صفحہ ۴۵۵ جلد ۲)

بہر حال ثابت ہوا

کہ سبز رنگ کے عمامے استعمال کرنے میں راہ ہدایت کے ستارے صحابہ کرام کی پیروی ہے اور ان کی پیروی محبوب خدا ﷺ نے امت کیلئے ذریعہ ہدایت قرار دیا۔ لہذا ان حضرات کی پیروی میں سبز عمامہ استعمال کرنا اور ان حضرات کے استعمال فرمانے کی وجہ سے اس پر سنت کا اطلاق کرنا جائز ہے اور اس سنت کے مستحبہ ہونے کی وجہ سے التزام ضروری نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ سبز عمامہ کے علاوہ سفید رنگ کے عمامے بھی استعمال کئے جائیں تاکہ ایسے رنگ کے عمامے باندھنے میں بھی سنت پاک پر عمل ہو سکے اور ثواب حاصل ہو جائے۔

ٹیڈی مجتہدین!

یہ عجیب مخلوق ہے نہ مانیں تو خدا اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی نہ مانیں اور ماننے پہ آجائیں تو اپنے نفس امارہ کو امام بنا لیتے ہیں مثلاً اسی عمامہ سبز کو دیکھئے کہ انہیں اپنے حریف کو نیچا دکھانے پر سارا زور لگا دیا کہ یہ بدعت ہے مکروہ ہے وغیرہ وغیرہ ورنہ اگر خدا تعالیٰ کو مانتے تو خدا تعالیٰ کو سبز عمامہ والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیگر تمام صحابہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہیں چنانچہ فرمایا "والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار" ترجمہ "اول درجے کے سبقت لے جانے والے مہاجر اور انصار" (پ ۱۱۔ التوبہ)

فائدہ!

اس آیت کی تفسیر میں علماء مفسرین کرام سے بالعموم چار اقوال منقول ہیں۔

1...... وہ صحابہ کرام علیہم رضوان جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں یعنی تبدیلی قبلہ سے پہلے ایمان لائے۔

2...... غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام

3...... بیت الرضوان میں شرکت کرنے والے حضرات

4...... ہجرت میں پہل کرنے والے صحابہ کرام ہیں یعنی مہاجرین اولین جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے پہلے مکہ معظّمہ سے ہجرت کر گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد امداد و نصرت میں پہل کرنے والے انصار (رضی اللہ عنہم)

سبز عمامہ والے صحابہ کرام!

علامہ امام اسماعیل حقی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ "ان سابقین حضرات کی

یوں ترتیب ہے سب سے افضل خلفاء راشدین ہیں پھر عشرہ مبشرہ میں سے چھ حضرات ا حضرت سعد (۲) حضرت سعید (۳) حضرت ابو عبیدہ (۴) حضرت طلحہ (۵) حضرت زبیر (۶) حضرت عبدالرحمٰن پھر غازیان بدر پھر غازیان احد پھر بیعت الرضوان والے جن کا کثیر کتب میں ذکر موجود ہے۔

فائدہ!

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین کے منقول اقوال سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں مذکور مہاجرین اولین سے جو لوگ مراد ہیں وہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ (۲) شرکاء بدر (۳) شرکاء بیعت رضوان (۴) ہجرت میں پہل کرنے والے اور یہ وہ بزرگ شخصیات ہیں جن کا مقابلہ مولوی بیچارے تو کسی قطار میں نہیں بڑے بڑے مجتہدین اور اغواث و اقطاب بھی نہیں کر سکتے۔ ان کا ہر عمل برگزیدہ اور ہر فعل مرغوب و محبوب ہے۔

نکتہ! ان آیات مذکورہ میں

روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان حضرات میں حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا سر فہرست تھے اور اس جگہ یہ وہم بھی درست نہ ہو گا کہ شائد ان مہاجرین نے رسول کریم علیہ السلام کے وصال کے بعد عمامے باندھے ہوں اگرچہ حضور علیہ السلام کے وصال مبارک کے بعد صحابہ کرام کا ایسے رنگوں میں عمامے باندھنا بجائے خود دلیل جواز ہے مگر مذکورہ وہم محض ایک وہم ہی ہو کر رہ جائے گا۔ جس کی پرکاہ کی حیثیت بھی نہ ہو گی اس لئے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور روایت میں ایسی کوئی قید و قرینہ نہیں

جس سے یہ کہا جا سکے کہ ان مہاجرین صحابہ کرام نے وصال مبارک سے پہلے ایسے
رنگ کے عمامے نہیں باندھے تھے بعد میں باندھے تھے کیونکہ اس روایت میں مہاجر
صحابہ کرام کا مطلق ذکر ہے جو اپنے اطلاق پر جاری رہے گا محض کسی کے وہم سے مقید
نہیں ہوگا مہاجرین اولین کے بارے مفسرین کی مذکورہ وضاحت کے مطابق ان
مہاجرین اولین میں وہ صحابہ کرام بھی شامل تھے جنہوں نے بدر وغیرہ مواقع پر جام
شہادت نوش فرمایا یا وصال نبوی علیہ السلام سے پہلے انتقال کر گئے۔

لہذا...... یہ روایت مذکورہ کے اطلاق میں...... ان صحابہ کرام کا بھی سبز
وغیرہ رنگ کے عمامے باندھنا ثابت ہوتا ہے اور اس اطلاق کی روشنی میں یہ کہنا بے جانہ
ہوگا کہ سبز رنگ کا عمامہ باندھا پیارے صدیق اکبر کی سنت ہے حضرت فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا
رضی اللہ عنہ اور شہداء بدر وغیرہم مہاجرین اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل
مبارک ہے۔

صحابہ کا عمل مصدقہ رسول ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بالخصوص مہاجرین کہ ان حضرات نے سبز رنگ
کے عمامے رسول کریم ﷺ کے سامنے باندھے ہوں اور آپ کا منع فرمانا ثابت نہیں
اور ایسا امر جس کو دیکھ کر رسول کریم ﷺ نے سکوت فرمایا اور منع نہ فرمایا سنت
تقریری و سکوتی کہلاتا ہے چنانچہ دیگر کتب اصول کے علاوہ نظامی شرح حسامی میں ہے ”
السنته تطلق علی قول الرسول علیه السلام وفعله و سکوته وبالفاظ
نظامی عندامریعانیه “ترجمہ” سنت کا اطلاق رسول کریم علیہ السلام کے قول،

فعل اور اس امر پر کیا جاتا ہے جس کو دیکھ کر آپ نے سکوت فرمایا“ لہذا اس طرح بھی
سبز عمامہ کا مسنون ہونا ثابت ہے۔

خلفاء راشدین کی سنت

جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ روایت مذکور میں مہاجرین اولین کے مطلق ذکر
کے اعتبار سے اس میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بھی داخل و شامل ہیں اور یہ وہ
حضرات ہیں جن کی سنت مبارکہ کو رسول کریم علیہ السلام نے امت کیلئے اپنی سنت
کیلئے اپنی سنت پاک کی طرح قرار دیا چنانچہ حدیث رسول ﷺ ہے ”فعلیکم بسنتی
وسنته الخلفاء الراشدین المهدین“ اور ان نفوس قدسیہ کے بارے فرمایا”
اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم“ ترجمہ ”میرے صحابہ ستاروں کی
طرح ہیں ان میں سے جس کے پیچھے چلو گے راہ پاؤ گے۔

باب چہارم

اسلامی قواعد وضوابط!

جن صاحب نے سبز عمامہ کے استعمال کو حرام یا مکروہ یا بدعت کہا اس نے شریعت مطہرہ پر ظلم کیا اس لئے کہ اس کا بدعت نہ ہونا تو ظاہر ہے کہ جب اس کا استعمال حضور سرور عالم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے تو بدعت کیسی اور حرام ومکروہ کے قواعد فقہا واصولیوں نے بتائے ان میں سے کوئی قاعدہ بھی سبز عمامہ کے استعمال کو حرام یا مکروہ نہیں ثابت کرتا۔

☆ شریعت مطہرہ کے حلال وحرام فرما دینے کے بعد کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی شے کو حرام وناجائز کہے رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا "الحلال ما احل الله فی کتابه والحرام ما حرم الله فی کتابه وما سکت عنه فهو مما عفا عنه" ترجمہ "یعنی حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی تو وہ اس سے ہے جسے معاف فرمادیا۔

☆ کتب اصول وفتاوی میں مصرح کہ "الاصل فی الاشیاء الا باحته" ترجمہ "یعنی چیزوں میں اصل اباحت ہے" (فتاوی شامی صفحہ ۴۰۶ جلد ۵)

نیز...... سبز رنگ کے عمامہ کے عدم جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیل جواز ہے

کیونکہ مانعین ومعترضین کے پاس کوئی ایسی شرعی دلیل موجود نہیں جسے وہ سبز عمامہ کا عدم جواز ہو۔

☆ اصطلاحاً سنت اسے کہتے ہیں جس پر حضور ﷺ نے مداومت فرمائی اور ظاہر ہے کہ نبی پاک ﷺ نے عمامہ پاک کو دائماً استعمال فرمایا اور سفید رنگ والے عمامے کو ہی محبوب ومرغوب بتایا اور اکثر اسی کو استعمال فرمایا اور جس فعل کا گاہے عمل ہوا ہو اسے اصطلاحی سنت نہیں کہیں گے ہاں لغوی لحاظ سے یہی طریقہ کہہ دینے میں حرج بھی نہیں جیسا کہ ہمارے فقہا کرام سے اس کا اطلاق ثابت ہے۔ فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں مذکور ہے "وقدروی انه علیه السلام لبس الجبته السوداء العمامته السوداء یوم فتح مکته ولا باس بالازرق و فی الشرعته ولبس الاخضر سنته" (مجمع الانھر صفحہ ۵۳۲ جلد ۲، بدر المنتقی فی شرح الملتقی بر حاشیہ مجمع الانھر صفحہ ۵۳۲ جلد ۲، ردالمختار صفحہ ۲۴۷ جلد ۵) ترجمہ "رسول کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن سیاہ جبہ اور سیاہ عمامہ استعمال فرمایا، نیلے رنگ میں کوئی حرج نہیں اور "شرعہ" میں ہے کہ سبز پہننا سنت ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ

نے فرمایا کہ فقیر ابو اللیث کی کتاب بستان میں ہے کہ سفید اور سبز کپڑے مستحب ہیں اور اس کی شرح میں ہے کہ رنگوں میں زیادہ مستحب رنگ سفید ہے اور سبز رنگ کی طرف نظر کرنے سے بینائی طاقت پاتی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز چادر پہنی ہے اور سبز کپڑے کا پہننا سنت ہے۔

(کشف الالتباس فی مسائل اللباس صفحہ ۲، ۳)

سنت صحابہ رضی اللہ عنہم!

ان حضرات نے سبز رنگ کے عمامے رسول کریم ﷺ کے سامنے باندھے ہوں اور آپ کا منع فرمانا ثابت نہیں اور ایسا امر جس کو دیکھ کر رسول کریم ﷺ نے سکوت فرمایا اور منع نہ فرمایا سنت تقریری و سکوتی کہلاتا ہے چنانچہ شرح حسامی میں ہے ''السنته تطلق علی قول الرسول علیه السلام فعله وسکوته وبالفاظ نظامی عند امر یعانیه'' ترجمہ ''سنت کا اطلاق رسول کریم ﷺ کے قول، فعل اور اس امر پر کیا جاتا ہے جس کو دیکھ کر آپ نے سکوت فرمایا'' لہذا......اس طرح بھی سبز عمامہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یونہی مطلق ذکر کے اعتبار سے اس میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بھی داخل و شامل ہیں اور یہ وہ حضرات ہیں جن کی سنت مبارکہ کو رسول کریم علیہ السلام نے امت کیلئے اپنی سنت پاک کی طرح قرار دیا چنانچہ حدیث رسول علیہ السلام ''فعلیکم بسنتی وسنته الخلفاء الراشدین المهديين''
(ابو داؤد صفحہ ۷۲۸ جلد ۲، ابن ماجہ صفحہ ۵، مسند امام احمد صفحہ ۱۲۶-۷ جلد ۴)

انتباہ!

دور حاضرہ میں علم کی کمی کی وجہ سے اہل علم اور صاحبان عمل کو نزاکت زمانہ کا خیال ضروری ہے کہ ہر وہ فعل و قول و عمل رسول کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جواز عمل کیلئے ثابت ہو اس پر سنت کا اطلاق نہ کریں اگرچہ شرعاً قباحت نہیں لیکن اصطلاحی اعتبار اور عوام و جہلاء کی غلط فہمی سے بچنا لازمی ہے یا پھر سنت کہہ کر اس کی وضاحت بھی کر دی جائے۔

قاعدہ!

ہر مباح فعل اہل ایمان کے عمل کرنے سے مستحب ہو جاتا ہے جیسا کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ نے بطور قاعدہ لکھا کہ ''کل مافعله العبد المومن بنیتی خیر خیر'' ترجمہ ''ہر مباح فعل جسے بندہ مومن نیک نیتی سے کرے وہ بھی نیک ہے''
(فتاویٰ رضویہ صفحہ ۲۷۶ جلد ۱)

فائدہ!

سبز عمامہ اگرچہ حضور سرور عالم ﷺ کے علاوہ صحابہ کرام او اسلاف عظام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے لیکن **دعوت اسلامی** کے ممبران بھی سنت خیر سے استعمال فرماتے ہیں جس کی مختصر تشریح آئے گی (انشاء اللہ) تو اس لحاظ سے اس کی اباحت میں شک و شبہ نہیں ہونا چاہئے ہاں **ضد و تعصب** اور حسد لا علاج بیماری ہے اس کے ہم ذمہ دار نہیں۔

باب پنجم

اقوال علمائے کرام !

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ "العلماء ورثته الانبیاء" ترجمہ "علمائے کرام انبیاء علیہ السلام کے وارث ہیں۔ الحمد للہ حضور سرور عالم ﷺ کی امت کے علمائے حق کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہوتے انہی کے اجتماع حق میں ایک یہی سبز عمامہ بھی ہے کہ اسکے جواز پر تمام علماء کرام اور ہر زمانے میں متفق رہے ہاں عوارض عوارض ہی ہوتے ہیں اس کیلئے عرض کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

محدث دہلوی علیہ الرحمہ

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ رسول کریم ﷺ کے لباس مبارک کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "دستار مبارک آنحضرت اکثر اوقات سفید بودگاہے دستار سیاہ وحیاناً سبز" ترجمہ "رسول کریم ﷺ کی دستار مبارک اکثر سفید ہوتی تھی کبھی سیاہ رنگ کی ہوتی اور بسا اوقات سبز رنگ کی ہوتی (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب) لہذا محدث دہلوی کے اس قول کی صحت کی صورت میں سبز رنگ کا عمامہ سنت مستحبہ کے زمرہ میں آجاتا ہے اگر بالفرض سید عالم ﷺ سے اس رنگ کا عمامہ استعمال فرمانا روایۃً منقول و ثابت نہ بھی ہو تو یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ رسول کریم ﷺ نے سبز رنگ کے کپڑوں کو نہ صرف پسند فرمایا بلکہ استعمال بھی فرمایا۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ !

امام غزالی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ "وکان یعجبه ثیاب الخضر" ترجمہ "آپ کو ﷺ سبز کپڑے خوش لگتے تھے (احیاء العلوم صفحہ ۴۰۵ جلد ۲) امام موصوف اس کے آگے نقل فرماتے ہیں" وکان له قباء سندس قیلبسه فتحسن خضرته علی بیاض لونه" ترجمہ "آپ ﷺ کی سندس (ایک قسم کا کپڑا) کی پوشاک تھی جس کو آپ پہنتے تو آپ کے سفید رنگ پر اس کا سبز رنگ حسین لگتا تھا (احیاء العلوم)

امام نووی علیہ الرحمہ !

"یجوزلبس الثوب الابیض والاحمر ولا . خضر والاصفر والمخطط وغیره من الوان الشیاء لا خلاف فی هذا ولا کراته فی شئی منه" ترجمہ "سفید سرخ سبز زرد اور لکیردار وغیرہ لباس جس رنگ کا ہو جائز ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی کراہت ہے۔

صاحب روضہ نے تحریر فرمایا "تجوزللرجال والنساء لبس الثوب الاحمر والاخضر بلا کراهته" ترجمہ "مردوں اور عورتوں کو سرخ و سبز کپڑا پہنا بلا کراہت جائز ہے"۔ (ردالمختار مصری صفحہ ۳۱۴ جلد ۵)

حضرت امام علامہ شامی علیہ الرحمہ نے سرخ رنگ کی طویل بحث کے بعد فیصلہ فرمایا" ولبس الاخضر سنة کما فی الشرعة " ترجمہ "سبز رنگ پہنا سنت ہے جیسا کہ شرعۃ میں ہے" (شامی کتاب للباس جلد خامس صفحہ ۳۰۷)

انتباہ!

ہاں ایام محرم الحرام میں تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مجدد دین و ملت امام الھدیٰ خاتم الفقہاء سیدنا الحاج عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان صاحب قبلہ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارضاہ عنا ارشاد فرماتے ہیں "ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں (۱) سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے (۲) سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے (۳) سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذاللہ اظہار مسرت کے لئے سرخ پہنتے ہیں۔

(بہار شریعت مصنفہ حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ صفحہ ۵۳ جلد ۶) منقول ازافادات رضویہ

باب ششم

سوالات وجوابات!

☆ سوال! شیعہ برادری کے تعزیہ داروں کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے علاوہ ازیں بعض گمراہ قوم سبز عمامہ باندھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے ان کی مشابہت بھی مسلک اہل سنت کیلئے مضر ہے بلکہ سبز عمامہ گمراہ قوم کا ایک رواج ہے ان کے رواج سے بچنا لازم ہے اور شریعت میں سبز عمامہ کی تصریح بھی نہیں۔

جواب! کسی مقام کا رواج اور چیز ہے اور حکم شریعت دوسری چیز، پھر شریعت میں کسی حکم کا مصرح نہ ہونا اور ہے، اور عدم جواز شے دیگر، کسی مقام کے عوام و علماء اگر سفید ہی عمامے باندھتے ہوں تو یہ دوسرے رنگ کی ممانعت کی دلیل نہیں اگر شریعت مقدسہ نے کسی چیز کے متعلق کچھ بیان نہ فرمایا ہو تو یہ اس کی کراہت و حرمت کو مستلزم نہیں بفضلہ تعالیٰ شریعت مطہرہ سے اس کا جائز و مسنون ہونا ثابت ہو چکا بالفرض اگر کوئی دلیل بھی ہوتی تو بھی حکم اباحت اپنی جگہ یہ ثابت ہے کہ جب تک شریعت مطہرہ منع نہ فرمائے عدم جواز کا حکم نہیں دیا جا سکتا دارقطنی میں حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں" ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا و حرم حرمات فلا تنتھکو ھا وحد افلا تعتدھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تجثو عنھا" ترجمہ "اللہ نے

کچھ چیزیں فرض فرمائیں انکو ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائین ان کے نزدیک نہ جاؤ اور کچھ حدیں مقرر کیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان سکوت فرمایا تو ان میں بحث نہ کرو" (مشکواہ شریف باب الاعتصام صفحہ ۲۱)

فائدہ!

اس مقدس فرمان کی تشریح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں فرمائی ہے کہ "فبعث الله نبيه وانزل كتابه وحل حلاله و حرم حرامه فما احل فهو حلال وما حرم فهوحرام و ما سكته فهو عفو" ترجمہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتاب قدیم نازل فرمائی اور حلال کو حلال فرمایا اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہے اور جو چیز حرام فرمائی گئی وہ حرام ہے اور جس چیز سے سکوت فرمایا معاف ہے۔

☆ سوال! مانا کہ سبز عمامہ کا جواز ہوتا ہے لیکن غیروں (شیعوں اور دیندار قوم کی مشابہت کے خطرہ سے احتیاط تو کرنی چاہیئے۔

جواب! کسی چیز کو حرام و مکروہ کہہ دینے میں (جب تک کہ دلیل شرعی نہ ہو) احتیاط نہیں بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اسے جائز و مباح کہا جائے حضرت امام علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "ليس الاحتياط فى الافتراء على الله تعالى باثبات الحرمته اوالكراهته للذين لا بد لهما من دليل بل فى القول الاباهته التى هى الاصل و توقف النبى صلى الله تعالى عليه وسلم مع انه هو المشرع فى تحريم الخمر ام الخبائث حتى نزل عليه النص القطعى"

ترجمہ "احتیاط اس میں نہیں ہے کہ حرمت و کراہت کے اثبات سے اللہ تعالیٰ پر افتراء

کرے کہ حرمت و کراہت کیلئے بغیر دلیل چارہ نہیں بلکہ احتیاط مباح کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے اور حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے باوجود یہ کہ آپ کی ذات مقدس خود صاحب شرع ہے شراب جیسی ام الخبائث کے حرام فرمانے میں توقف فرمایا یہاں تک کہ آپ پر نص قطعی نازل ہوئی (شامی کتاب الاشربہ جلد خامس صفحہ ۴۰۶)

نیک مشورہ!

آج جب کہ سفید عمامے کے علاوہ ہر رنگ کے عمامے کو ناجائز سمجھا جانے لگا ہے میں ان صاحبان کی خدمت میں جو صرف سفید ہی عمامے استعمال فرماتے ہیں گزارش کروں گا کہ اے عاشقان سنت رسول ﷺ زمانہ روش بدل گیا آپ بھی اپنی طرز میں تھوڑی سی تبدیلی اختیار فرمائیں اور گاہے گاہے رنگین عمامے کا استعمال فرما کر عوام کے خیالات کی اصلاح فرمادیں۔

فائدہ! یہ مشورہ صدیوں پہلے فقہا کرام نے بیان فرمائے چنانچہ ملاحظہ ہو "(السنته السور الثلاث) اى الاعلى والكفرون والاخلاص لكن فى النهايه ان التعين على الدوام يفضى الى اعتقاد بعض الناس انه واجب وهوالا يجوز فلو قرا بماورد به الاثار حيانا بلا مواظبته يكون حسنا" ترجمہ "(وتر میں) تین سورتیں سنت ہیں (۱) سبح اسم (۲) قل یاایھالکفرون (۳) قل هوالله احد لیکن نہایہ میں ہے کہ ہمیشہ ان سورتوں کا تعین بعض لوگوں کا اعتقاد اس جانب لے جائے گا کہ یہ واجب ہیں اور ایسا اعتقاد جائز نہیں تو اگر وہ سورتیں کہ جن کے بارے میں احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں کبھی کبھی بلا ہیشگی کئے پڑھے تو بہتر ہے۔ (ردالمختار مصری باب الوتر جلد اول صفحہ ۶۳۳)

یہی علامہ شامی رحمہ الباری فرماتے ہیں "اما لوقر اللیتسیر علیه اوتبركا بقرآته عليه الصلاة والسلام فلاكراهته لكن بشرط ان يقرآ

غیرھا احیانا لئلا یظن الجاھل ان غیرھا لا یجوز" ترجمہ "اگر یہ سورتیں آسانی کے لحاظ سے پڑھے یا حضور اقدس ﷺ کی قرات مبارک کے ساتھ تبرک حاصل کرنے کی غرض سے پڑھے تو کراہت نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ کبھی کبھی ان کے علاوہ دوسری سورتیں بھی پڑھ لیا کرے تاکہ جاہل یہ گمان نہ کرے کہ ان کی علاوہ جائز ہی نہیں"۔ (شامی مصری جلد اول باب القراۃ صفحہ ۵۰۸)

سبز عمامہ پوش برادری!

اس برادری میں اکثر کم علم اور بے خبر لیکن عاشقان رسول ﷺ ہوتے ہیں ان کے اذہان صاف رکھنے کیلئے کبھی کبھی انہیں سفید عمامے عمل میں لائیں یا گھروں میں سفید اور قافلہ کے سربراہ کے سر پر اور بیرون سفر میں سبز عمامے استعمال فرمائیں تاکہ حاسدین کو اعتراض کا موقعہ نہ ملے۔

☆ سوال! سبز عمامہ آٹھویں صدی کی ایجاد ہے لہذا بدعت ہے اور بدعت سے بچنا ضروری ہے۔

جواب! سیدی عبدالغنی نابلسی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں اپنا نسب بدلنے کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ سیدزادی کی اولاد جو غیر سید ہے خالص سبز عمامہ اس نیت سے باندھے۔ وہ ایسا کرنے سے اپنے غیر سید باپ دادا سے اپنا نسب منقطع کرنے اور اپنے سید نانا سے اپنا نسب جوڑنے کا قصد کرے اور اگر سیدزادی کی یہ اولاد خاص سبز عمامہ نہ باندھے بلکہ سفید عمامہ میں کوئی ایسی علامت اختیار کرے جس سے اس کا سیدزادی کی اولاد ہونا ثابت ہوتا ہو تاکہ لوگ اس کا احترام کریں اور اس کی بے ادبی سے بچیں تو یہ اپنا نسب بدلنے کے قبیل سے نہیں ہوگا جو کہ خالص سبز عمامہ کا نجیب الطرفین سیدوں

کیلئے اور سفید عمامہ میں مخصوص علامت کا سیدزادی کی اولاد کیلئے شعار ہونا لوگوں کے عرف وعادات کی بناء پر ہو ورنہ ان دونوں کی شرع میں کوئی اصل نہیں علامہ عبدالرؤف مناوی شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں کہ امام ذہبی نے کہا ہے کہ سبز عمامہ علامت کیلئے شرع میں کوئی اصل نہیں ہے بلکہ سلطان شعبان کے حکم سے یہ ۲۲۳ھ میں حادث ہوئی۔

امام عبدالغنی نابلسی رحمتہ اللہ علیہ کے اس ارشاد نے صاف صاف بتادیا کہ ۷۷۳ھ تک اکثر مسلمانوں اور ان کے مشائخ وعلماء کا عام لباس سفید رنگ کے کپڑے اور سفید رنگ کا عمامہ تھا سلطان شعبان نے اس سن میں حکم دیا تو سبز عمامہ نجیب الطرفین سادات نے اس لئے باندھنا شروع کیا تاکہ لوگ اس عمامہ کو دیکھ کر ان کا ادب بجالائیں اور ان کی بے ادبی سے بچیں۔

فائدہ!

یہی علت دعوت اسلامی کے ممبران کیلئے بن سکتی ہے کہ سبز عمامہ سجانے والوں کو عوام حقیقی سنی سمجھ کر ان کی تبلیغ سے استفادہ کر سکتے ورنہ سب کو معلوم ہے کہ تبلیغ کے نام پر بھروپئے کس طرح عوام کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ مخالفین کے پاس سبز عمامہ کی کراہت وبدعت اور حرام اور منع ثابت کرنے پر کوئی دلیل نہیں اور بحمداللہ جواز پر فقیر نے اتنادلائل قائم کردئے ہیں کہ منکر کو انکار کی گنجائش نہیں ہوگی۔ انشاءاللہ

لطیفہ!

یہی سوال وہابیوں دیوبندیوں نے میلاد اور اذان کے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کیلئے اٹھایا تھا ان کے اس سوال کو اہل سنت کے علماء کرام نے ایسا دفنایا کہ عدم سے وجود

میں آنا نا ممکن ہو گیا ہے لیکن بد قسمتی سے وہی سوال سبز عمامہ پر حاسدین کے حصہ میں آگیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

☆ سوال! ملا علی قاری ودیگر اکابر علماء کرام نے شہرت کے لباس کی مذمت کی ہے سبز عمامہ شہرت کیلئے پہنا جاتا۔

جواب! اس میں سبز عمامہ کی کیا تخصیص ہے شہرت کا لباس تو یہ کوئی عمل ہو سب حرام ہے احیاء العلوم شریف کا مطالعہ کیجئے اس سے واضح ہو گا کہ یہ مرض ایسا مہلک اور موذی ہے کہ اس سے سوائے انبیاء واولیاء علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی بھی نجات یافتہ نہیں اگر اس جرم میں سبز عمامہ سزا کا مستحق تو معترضین خود کو بھی اس سزا سے نہیں بچا سکتے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی تصنیف ''انطاق المفہوم'' ترجمہ احیاء العلوم اور دل کی چالیس بیماریاں اور ان کا علاج پڑھئے۔

☆ سوال! سبز عمامہ باندھنے سے دیندار قوم کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے جو کہ ناجائز اور ممنوع ہے۔

جواب! دیندار ہمارے عرف میں نو مسلم قوم کو کہا جاتا ہے لیکن مخالفین کی مراد ایک گمراہ فرقہ ہے جس کے وجود کا علم صرف بعض لوگوں کو ہے اور وہ بھی چند محدود افراد ہیں اور جس علاقہ میں وہ پائے جاتے ہیں اس علاقہ میں بھی ان کی تعداد معدود اور حلقہ محدود و مغلوب۔ جب کہ بحمدہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں دعوت اسلامی کے ساتھ وابستہ افراد کی تعداد و حلقہ وسیع و غالب ہے لہٰذا ان دینداروں کا حال ''القلیل کالمعدوم'' اور دعوت اسلامی کی حیثیت ''للاکثر حکم الکل'' کے ضابطہ کے تحت داخل ہے جس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہاں مشابہت والی کوئی بات نہیں جس کی بناء پر سبز عمامے کا استعمال ناجائز و ممنوع قرار دیا جا سکے اور نہ ہی ایسی

صورت کو حکم مشابہت کے تحت داخل کیا جا سکتا ہے کیونکہ مشابہت بالقوم ''من تشبه بقوم فهو منهم'' کے چند قواعد و اصول ہیں جب وہ یہاں ہیں ہی نہیں تو پھر خواہ مخواہ محض ضد سے ناجائز اور حرام و مکروہ و بدعت کہنا اپنی عاقبت برباد کرنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

☆ سوال! دعوت اسلامی بطور شعار اسے استعمال کرتے ہیں اور زمانے قدیم میں سبز عمامے کا کوئی رواج نہ تھا اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے معرض وجود میں آیا تو فقہا نے بھی اسے ''من حيث الشعار کراہت'' کا فتویٰ دیا اسی لئے ہم بھی دعوت اسلامی کے شعار کے اعتبار سے کراہت کا فتویٰ دیتے ہیں۔

جواب! اس سوال کا تمام دار و مدار شعار پر ہے اور نہ ہی بادشاہ شعبان مذکور کے حکم سے اس کی کراہت کا ثبوت ملتا ہے تو سب سے پہلے فقیر یہ عرض کر دے کہ شعار دو قسم ہے (۱) اپنے لئے واجب قرار دینا (۲) اختیاری طور علامت بنانا جس میں کوئی دوسری مصلحت دینی ملحوظ ہو۔

بادشاہ مذکور نے شعار سادات کیلئے سبز عمامہ ضرور بنایا لیکن یہ شعار اختیاری تھا حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ لکھتے ہیں '' فاذا كانت حادثته فلا يؤم بهاالشريف ولا ينهى عنها غيره على ماقاله الجلال السيوطى'' (صفحہ ۱۲۸ فتاویٰ حدیثیہ) ترجمہ ''یعنی سبز عمامہ بطور علامت پہننا جب یہ نئی چیز ہے تو اسے پہنے کا شریف یعنی سید کو حکم نہ دیا جائے گا اور دوسرے حضرات کو اسے پہننے سے روکا نہ جائے گا'' مطلب یہ ہے کہ کسی سید کو سبز عمامہ بطور علامت پہننے کیلئے مجبور نہ کیا جائے کیونکہ یہ علامت شرعی نہیں اور اگر کوئی غیر سید کبھی کبھار یا ہمیشہ پہنتا ہے تو اسے منع نہ کیا جائے۔

فائدہ!

اس سے ثابت ہوا کہ یہ شعار اختیاری تھا ہاں اسے شعار بنانا اگرچہ اختیاری تھا
اس کی زمانہ قدیم میں کوئی اصل نہ ہونا ہمارے لئے مضر نہیں اسی کو فقہا نے "لا اصل
لہ" فرمایا اور ان کا زمانہ قدیم کی نفی کا مطلب بھی یہی تھا یعنی فقہا کرام کی عبارات میں
مطلق زمانہ قدیم میں سبز عمامہ کی وجود کی نفی نہیں بلکہ بطور علامت باندھنے کی نفی ہے
اور ان عبارات میں "لااصل لھا یا لیس لھا اصل فی الشرع" سے مراد بھی یہی ہے
کہ علامت کے طور پر اسے باندھنے کی شرح میں اصل نہیں اور جہاں تک زمانہ قدیم
میں اس کے وجود کا تعلق ہے تو وہ ہم مصنف ابن ابی شیبہ کی صریح روایات سے ثابت کر
چکے ہیں جس سے کسی منکر مخالف کو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

اختیاری شعار بوجہ مصلحت کی مثالیں

کسی لباس وغیرہ کو علامت کے طور دنیوی یا دینی مصلحت کے پیش نظر عام
ہے مثلاً تعلیمی اداروں کے طلباء کی یونیفارم' پولیس اور فوج کی وردی کہ ان کی وردیاں
جو علامتاً پہنائی جاتی ہیں ایسی ہی جلسوں کے مواقع پر کارکنوں کا علامتی شعار ہوتا ہے
بلکہ اہل سنت کے مختلف خانوادوں کے منسلکین و متوسلین بطور شعار اپنی عقیدت کا
اظہار کرتے ہیں مثلاً سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ کی ٹوپیاں اور ان کے ذیل سلسلوں کی
مخصوص علامات مثلاً خواجہ خواجگان' خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہ کا سرخ رومال
پھر چونڈی شریف کی مخصوص ٹوپی سیال شریف کی ٹوپی میں سرخ پٹی وغیرہ وغیرہ یہ
تمام علامات بطور مصلحت ہیں کہ جو نہی صاحب مسلک اپنے پیر بھائی کی علامت دیکھتا
ہے اسے دنیاوی امور میں سہولیات کے علاوہ روحانی تسکین بھی نصیب ہوتی ہے۔ اور

ایک دوسرے سے روابط میں قرب وبعد کی طنابیں ٹوٹ جاتی ہیں ایسے ہی سبز عمامہ
دعوت اسلامی کا شعار سمجھ لیجئے کہ دور دراز علاقہ جات میں ان کی اس علامت سے اہل
سنت کے روابط مضبوط ہوتے ہیں بستر بندوں کی مکاریوں کا پردہ چاک ہوتا ہے عوام
اہل سنت کو اجنبیت سے نکال کر دائرہ موانست میں لایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اور وہ اسی
رنگ سبز کو ضروری بھی نہیں سمجھتے میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جہاں انہیں
مسلک کا نقصان محسوس ہوتا ہے وہاں **سفید عمامہ بھی** استعمال فرما رہے ہیں اپنی مجلسوں
میں سفید عمامے کو استعمال فرماتے ہیں **ڈیوٹی کے وقت پولیس**' فوجی وردی پہنتا ہے بعد
فراغت وہ اسے لازمی نہیں سمجھتا یونہی **انہیں سمجھ لیجئے۔**

شرعی امور!

فقہی بشرعی مسائل میں بھی یہی قاعدہ بہت بڑے مسائل اختلافیہ کا حل ہے
دلائل میں ہم نے مخالفین کو بے شمار دلائل میں سے یہ دو دلیلیں دی تھیں

1...... سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے **جمعرات** کے دن وعظ کیلئے متعین کر رکھا
تھا اور وہ اسے ضروری نہیں مصلحت کے طور کر رکھا تھا۔

2...... ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہر رکعت علاوہ دوسری سورۃ کے سورۃ اخلاص کو
ضرور پڑھتے تھے ان سے پوچھا گیا تو جواباً فرمایا مجھے اسی سے محبت ہے تو حضور علیہ
الصلواۃ والسلام نے بہشت کی نوید سنائی۔

3...... فقہ کا مسئلہ ایک اسی قاعدہ کا مرہون منت ہے جو قدوری سے شامی تک تمام
کتب فقہ میں موجود ہے اب کہ اگر کوئی سورۃ مقرر کر کے پڑھتا ہے لیکن اسے ضروری
نہیں سمجھتا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔

اب کسی کا اعتراض کے طور پر یہ کہنا کہ یہ زمانہ قدیم میں نہ تھا لہٰذا یہ بدعت و ناجائز ہے یہ وہی بات ہے جو آج تک مخالفین اہل سنت، معمولات اہل سنت کے بارے کہتے چلے آرہے ہیں، ہم انہیں بھی کہتے رہے اور سبز عمامہ کے معترضین کو بھی کہتے ہیں کہ اہل سنت کے وہ معمولات جن کے متعلق وہابی دیوبندی بدعت و ناجائز ہونے کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں اور دعوت اسلامی کے کارکنوں کا سبز عمامہ باندھنا یہ التزام شرعی نہیں بلکہ ایسے عمامہ سے نفس عمامہ کے حوالہ سے ادائیگی سنت پاک مراد ہے۔ ورنہ منکرین کی طرح سبز عمامے کے بھی کئی ایسے معمولات ہیں جو ان کے ضابطہ اور کلیہ کی زد میں آتے ہیں اور یہ حضرات انہیں جائز وباعث ثواب سمجھتے ہیں خلاصہ یہ کہ سبز عمامہ اگرچہ بطور علامت و شعار ہو تو بھی جائز ہے اس سے سنت عمامہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگرچہ افضل عمامہ سفید ہے۔

زمانہ قدیم بلکہ خود نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے استعمال فرمایا ہے فلہٰذا نہ بدعت ہے نہ مکروہ۔

☆ سوال! شرح شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ سبز رنگ پر مداومت مکروہ ہے

جواب! اصل کتاب میں لباس کا ذکر ہے اور لباس میں اگرچہ عمامہ بھی داخل ہے مگر اس عبارت کے شروع میں عورتوں کے لباس کے رنگ کا ذکر اس بات پر صریح قرینہ ہے کہ یہاں عمامہ مراد نہیں بلکہ مکمل لباس مراد ہے۔

لطیفہ!

جسے کسی شے سے ضد ہو تو ادھر ادھر کی خوب مارتا ہے ہر طرح سے ہاتھ پاؤں مار کر اپنا مقصد ثابت کرنا چاہتا ہے لیکن بے سود۔ یہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والا معاملہ

ہے ورنہ ان غریبوں کے پاس سبز عمامہ کی کراہت وبدعت کے اثبات میں ایک آدھی لنگڑی دلیل بھی نہیں اگر کچھ غلط سلط سہارا لیتے ہیں تو وہ بھی انہیں الٹا مضر ثابت ہوتا ہے۔

آخری وار!

☆ جب سفید عمامہ افضل ہے تو افضل کو چھوڑ کر مفضول کو استعمال کرنے کا کیا فائدہ؟۔

جواب! واقعی ہمارا مشورہ بھی یہی ہے **لیکن کبھی مصلحت** دینی یا دنیاوی کی مجبوری سے افضل کا ترک ہی مفید ہوتا ہے **فقیر چند شرعی مثالیں** قائم کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہے۔

اعلی مسجد وافضل اجر وثواب!

روح البیان ودیگر کتب فقہ میں **مرقوم ہے مسجد میں کھلے میدان میں نماز** (سجدہ وغیرہ) افضل ہے اور مسجد وہی **افضل ہے جو کچی ہو۔ اور حضور سرور عالم** ﷺ کے زمانہ اقدس میں تھی اور بس۔

اعلی اور افضل کا ترک ضروری ہو گیا!

مسجد کے ہزاروں ڈیزائن تبدیل کر دیئے گئے مسجد کے میدان پر پکی اینٹیں، سیمنٹ اور چپس وغیرہ اس پر مزید بر آں چٹائیاں، دریاں، قالینیں (یعنی بدعات ہی بدعات) اور افضل عمل کا ترک ہے وغیرہ وغیرہ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "بدعات المسجد" میں پڑھیں۔

اعلی وضو!

کنویں سے پانی بذریعہ ڈول اور رسی نکال کر مٹی کے کوزے میں پانی ڈال کر قبلہ رخ بیٹھ کر وضو کیا جائے لیکن اب نہ کنویں، چاہک رہیں اور نہ رسیاں نہ بو کے اور نہ کوزے لیکن یہ بدعات بدعت کے مفتیوں کو بھی گوارہ ہیں اور سبز عمامہ کے مخالفین کو بھی وغیرہ۔

قرآن مجید!

جس پر نہ اعراب (زیر، زبر، پیش) نہ نقطے (معری ہی معری) جسے حضور نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس میں تھا کہ ہر طرح ہی بدعات سے قرآن کو مزین کیا جارہا ہے یہاں اعلیٰ قسم کا خیال تک نہیں اور نہ ہی اعلیٰ قسم پر عمل ہو سکتا ہے بلکہ روز بروز ادنیٰ سے ادنیٰ اقسام اور بدعات کی طرف ہم سب بڑھ رہے ہیں جن میں نہ بدعت کے فتوے کے خیال اور اعلیٰ قسم پر عمل کا تصور وغیرہ۔

فیصلہ!

بوجہ ضرورت و مصلحت عمامہ سفید کی بجائے سبز عمل میں لایا جارہا ہے تو کوئی حرج نہیں اصل مقصد تو حاصل ہو رہا ہے یعنی سنت عمامہ پر عمل اسی لئے یقین کیجئے کہ سبز عمامہ سجانے کا وہی ثواب ہے جو سفید عمامے کا ہے صرف رنگ کی حیثیت سے افضلیت سفید عمامے میں ہے اور وہ اگر مصلحت درپیش ہے اور دین کا کام آگے ہے تو بڑھنے دیجئے بلکہ ان کا ہاتھ بٹائیے اور روڑے نہ اٹکائیے "مناع للخیر"

(وماعلینا الاالبلاغ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابو صالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان (بتاریخ ۲، ۱۴۱۹ھ بروز بدھ)

تتمہ

فقیر نے رسالہ اختتام تک پہنچایا تو ایک پمفلٹ کراچی سے کسی نے بھیج کر فرمایا کہ سبز عمامہ کے عدم جواز پر اہل سنت کے دو نامور مفتی صاحبان کے فتاویٰ مطبوعہ حاضر ہیں ان کے فتاویٰ سے عدم جواز ثابت ہوتا ہے بلکہ مفتی غلام سرور صاحب نے بدعت ثابت کیا ہے فقیر نے دونوں فتاویٰ غور سے دیکھے حضرت علامہ قبلہ مفتی محمد وقار الدین رحمتہ اللہ علیہ کے فتویٰ سے بھی جواز کا ثبوت ملا جب کہ انہوں نے بھی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ کا حوالہ لکھا ہے اور فقیر کے رسالے کے دلائل کا خلاصہ بھی جواز پر ہے البتہ انہوں نے عدم جواز کا ایک سبب دین دار جماعت سے تشابہ کا لکھا ہے اس کا جواب فقیر نے اپنے رسالہ میں مفصل لکھا ہے اسی لئے اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ممکن ہے حضرت مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ دعوت اسلامی کے ابتدائی زمانے کا ہو جب کہ دین دار جماعت صرف محدود علاقے تک معروف ہے اور دعوت اسلامی اب ہمہ گیر جماعت بن گئی ہے اس اعتبار سے تشابہ کی علامت بھی ختم اس لئے کہ تشابہ کا قاعدہ ہے ادنیٰ کو اعلیٰ سے تشبیہ ہو یہاں دین دار جماعت کا شہرت میں ادنیٰ ہونا ظاہر ہے علاوہ ازیں تشبیہ میں نیت کو بھی دخل ہوتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں با قاعدہ شرعیہ ارتفاع علت سے ارتفاع حکم ہوتا ہے اسی لئے حضرت مفتی وقار الدین رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ ہمارے دلائل کے خلاف نہیں ہاں حضرت علامہ مفتی غلام سرور صاحب پر کسی ٹیڈی مجتہد کا سایہ پڑ گیا ہے یا انہیں دعوت اسلامی سے کوئی رنجش ہے جس کی وجہ وہ سبز

عمامے کو عدم جواز کے علاوہ بدعت کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں جسکا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے وہ فعل بدعت کیسے ہو گیا بہر حال دونوں فتاویٰ کے جوابات فقیر کے رسالہ میں موجود ہیں اسی لئے یہ تصادم نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے اللہ اہل سنت کو آپس میں محبت واتحاد کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابو صالح محمد فیض احمد اویسی غفر لہ بہاولپور

۵ ح ۱۴۱۹ھ